# فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

**سوال**: غیرمحرم عورت سے مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: غیرمحرم عورتوں سے مصافحہ کرنا ممنوع اور حرام ہے۔

① ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَاللّٰهِ، مَا أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ : قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا .

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے صرف ان چیزوں کا عہد لیا، جن کا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ بیعت لیتے وقت آپ ﷺ اُن سے فرماتے: میں نے آپ سے زبانی عہد لے لیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5288، صحيح مسلم : 1866)

② سیدہ اُمیمہ بنت رُقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ .

''میں (غیرمحرم) عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 982/2، مسند الإمام أحمد : 357/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَمْ يُصَافِحْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا امْرَأَةً .

''رسول اللہ ﷺ نے ہم عورتوں میں سے کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 357/6، المستدرك للحاكم : 71/4، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ .

''رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ نہیں کرتے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد : 213/2، وسندهٗ حسنٌ)

④ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأَنْ يُّطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِّنْ حَدِيدٍ؛ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّمَسَّ امْرَأَةً لَّا تَحِلُّ لَهٗ .

''آپ میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ نامحرم عورت کو چھوئے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 212/20، وسندهٗ حسنٌ)

## فائدہ نمبر ①:

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُ النِّسَاءَ، وَعَلٰى يَدِهٖ ثَوْبٌ .

''نبی کریم ﷺ عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ کے ہاتھ پر کپڑا ہوتا تھا۔''

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 243/12)

## تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابراہیم نخعی کی ''مرسل'' ہے۔مرسل ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

② سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

❁ عطابن ابی رباح سے بھی ''مرسل'' روایت آتی ہے۔

(التّمهيد لابن عبد البرّ: 243/12)

اس سند میں بھی سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

❁ قیس بن ابی حازم سے بھی ایک مرسل روایت ہے۔

(التمهيد لابن عبد البرّ: 244/12)

سند اسماعیل بن ابی خالد اور سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

## فائدہ نمبر ②:

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ يُصَافِحُ النِّسَاءَ مِنْ تَحْتِ الثَّوْبِ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین سے کپڑے کے نیچے سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: 201/20، المُعجم الأوسط للطّبراني: 179/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عتاب بن حرب ابو بشر مزنی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② مضاء خزاز ''مجہول'' ہے۔

③ یونس بن عبید ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ حسن بصری کا عنعنہ بھی ہے۔

## فائدہ نمبر ③:

❀ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں ایک روایت بیان کی گئی ہے:

مَنْ مَّسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَّيْسَ مِنْهَا بِسَبِيلٍ؛ وُضِعَ فِي كَفِّهٖ جَمْرَةٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُفْصَلَ بَيْنَ الْخَلَائِقِ .

**''جس شخص نے کسی غیر محرم عورت کی ہتھیلی کو چھوا، اس کی ہتھیلی میں روزِ قیامت انگارہ رکھا جائے گا تاوقتیکہ تمام لوگوں کا فیصلہ نہیں کر دیا جاتا۔''**

(المَبسوط للسّرخسي الحَنَفي : 10/154، الهِداية : 2/460)

❀ **ایک اور روایت یوں بیان ہوئی ہے:**

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَافِحُ الْعَجَائِزَ فِي الْبَيْعَةِ، وَلَا يُصَافِحُ الشَّوَابَّ .

**''نبی اکرم ﷺ بیعت کرتے وقت عمر رسیدہ عورتوں سے مصافحہ کرتے تھے، البتہ جوان عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔''**

(المَبسوط للسَّرخسي الحَنَفي : 10/154، بدائع الصّنائع للكاساني : 5/130)

❀ **سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:**

كَانَ يُصَافِحُ الْعَجَائِزَ .

**''آپ رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔''**

(المَبسوط للسّرخسي الحَنَفي : 10/154، الهِداية : 2/461)

### تبصرہ:

یہ تینوں جھوٹی روایتیں ہیں۔محدثین کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

❁ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ والے اثر کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ .

''یہ اثر مجھے نہیں ملا۔''

(الدّراية في تخريج أحاديث الهداية : 225/2)

### الحاصل:

غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

(سوال): قدم بوسی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): تعظیم کی نیت سے کسی کے پاؤں چومنا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔بعض روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ذکر ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چوما کرتے تھے، لیکن یہ روایات ثابت نہیں ہیں ۔صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے تین بہترین ادوار میں بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اس سلسلہ میں وارد روایات کا جائزہ پیش خدمت ہے:

❁ سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نو آیات بینات کے متعلق سوال کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات دے دیے، تو:

قَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ .

''انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/239-240، سنن الترمذي : 2733، السّنن الكبرٰى للنّسائي : 3527، سنن ابن ماجه : 3705، مختصرًا)

**اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:**

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

**''یہ حدیث صحیح ہے۔''**

**امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، لَا نَعْرِفُ لَهٗ عِلَّةً بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ .

**''یہ حدیث صحیح ہے۔ہمیں اس میں کسی بھی قسم کی کوئی علت معلوم نہیں ہوئی۔''**

(المستدرك على الصّحيحين :1/15)

**حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔**

**یہ حدیث ''منکر'' ہے۔عبداللہ بن سلمہ کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا،ان کے شاگرد عمرو بن مرہ کہتے ہیں:**

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَ قَدْ كَبِرَ، وَكَانَ يُحَدِّثُنَا، فَنَعْرِفُ وَنُنْكِرُ .

**''عبداللہ بن سلمہ بوڑھے ہو گئے تھے۔وہ ہمیں حدیث بیان کرتے،تو ہمیں ان سے کچھ معروف اور کچھ منکر حدیثیں ملتیں۔''**

(مسند عليّ بن الجعد : 66، العِلَل للإمام أحمد برواية عبد اللّٰه : 1824، الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع للخطيب : 1920، واللّفظ لهٗ)

**امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

تَعْرِفُ وَتُنْكِرُ .

''یہ معروف اور منکر روایات بیان کرتے ہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 74/5)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ فِي حَدِيثِهِ .

''(ثقات کی طرف سے) ان کی روایات کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(التّاريخ الكبير : 99/5)

امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(السّنن الكبرٰى : 3527)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں اشکال ہے۔ عبداللہ بن سلمہ کے حافظے میں کچھ خرابی تھی، محدثین نے ان پر جرح بھی کی ہے۔ ممکن ہے کہ انہیں نو آیات اور دس کلمات میں اشتباہ ہو گیا ہو، کیونکہ دَس کلمات تو تورات میں وصیت کی صورت میں ہیں، ان کا فرعون کے خلاف دلیل بننے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 124/5)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، تَغَيَّرَ حِفْظُهُ .

''سچے تھے، لیکن حافظے میں خرابی ہو گئی تھی۔''

(تقريب التّهذيب : 3364)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے امام ابو عبداللہ محمد بن یعقوب الحافظ کو سنا، ان سے محمد بن عبید اللہ

سوال کر رہے تھے کہ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کو بالکل ہی کیوں چھوڑ دیا تھا؟ اس پر انہوں نے فرمایا: کیونکہ اس کی سند خراب تھی۔" (المستدرك على الصّحيحين :15/1)

اس کے بارے میں امام حاکم رحمہ اللہ کی توجیہ درست نہیں۔

معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن سلمہ کی جس حدیث کو محدثین "منکر" قرار دیں گے، وہ "ضعیف" ہوگی اور باقی "حسن" ہوں گی۔

② زارع بن عامر رضی اللہ عنہ، جو وفدِ عبد قیس میں شامل تھے، سے منسوب ہے:

لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا، فَنَتَقَبَّلُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ.

"ہم مدینہ منورہ پہنچے، تو جلدی میں اپنے کجاؤوں سے نکلے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔"

(سنن أبي داوٗد : 5225، القبل والمعانقة والمصافحة لابن الأعرابي :41، الأدب المفرد للبخاري : 975)

سند "ضعیف" ہے۔ امِ ابان بنت وازع کی توثیق ثابت نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے "مجہولات" میں شمار کیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 611/4)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں مسلمان ہوں۔ مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیں، جس سے میرا ایمان بڑھ جائے۔ فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: آپ اس درخت کو بلائیں، وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کہا، آپ نے اسے واپس

اپنی جگہ جانے کا کہا، تو چلا گیا، تب اس دیہاتی نے کہا:

اِئْذَنْ لِي أَنْ أُقَبِّلَ رَأْسَكَ وَرِجْلَيْكَ .

''مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کا سر اور پاؤں چوموں۔''

آپ ﷺ نے اسے اجازت دی، تو اس نے ایسا کر لیا۔

(مسند الدّارمي : 1472، القبل لابن الأعرابي : 42، تقبيل اليد لابن المقري : 5، المستدرك للحاكم : 172/4، دلائل النبوّة لأبي نعيم الأصبهاني :291)

ضعیف ہے۔ صالح بن حیان قرشی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بَلْ وَاهٍ، وَفِي إِسْنَادِهِ صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ مَتْرُوكٌ .

''بلکہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں صالح بن حیان متروک ہے۔''

صالح بن حیان کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(تقريب التّهذيب :2851)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تاريخ ابن معين برواية الدّارمي، ص 134، ت : 434)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''غیر ثقہ'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون : 295)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ .

''اس کی بیان کردہ اکثر روایات غیر محفوظ ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 55/4)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''فیہ نظر'' فرمایا ہے۔

(التّاریخ الکبیر : 275/4)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''لیس بالقوی'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروکون : 289)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم : 398/4)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنِ الثِّقَاتِ أَشْيَاءَ لَا تُشْبِهُ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ، لَا يُعْجِبُنِي الْاحْتِجَاجُ بِهٖ إِذَا انْفَرَدَ .

''ثقہ راویوں سے منسوب ایسی روایات نقل کرتا ہے، جو ثقہ راویوں کی احادیث سے میل نہیں کھاتیں۔ مجھے اس حدیث سے استدلال کرنا پسند نہیں، جس کے بیان میں یہ منفرد ہو۔''

(کتاب المَجروحین :369/1)

امام حربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لَهٗ أَحَادِيثُ مُنْكَرَةٌ .

''اس نے منکر احادیث بیان کی ہیں۔''

(تہذیب التّہذیب لابن حجر : 387/4)

امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَائِزُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ الْحَدِيثُ، وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ فِي

إِعْدَادِ الشُّيُوخِ .

''یہ جائز الحدیث ہے، اس کی حدیث لکھ لی جائے گی، مگر قوی نہیں۔ اس کا شمار شیوخ میں ہوتا ہے۔''(تاریخ العِجلي : 225)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، وَلَمْ يُوَثِّقْهُ أَحَدٌ .

''ضعیف ہے، کسی نے ثقہ نہیں کہا۔''

(مَجمع الزّوائد :1/105)

④ سیدنا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے واقعہ میں بیان کیا گیا ہے:

أَتٰى، فَقَبَّلَ قَدَمَيْهِ .

''وہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم چومے۔''

(الرّخصة في تقبيل اليد لابن المقرئ : 14، المُعجم لأبي يعلى : 89)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ام ہیثم بنت عبد الرحمٰن بن فضالہ سعدیہ کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

②، ③ ابو عبد الرحمٰن بن فضالہ اور ابو فضالہ بن عبد اللہ کی توثیق نہیں ملی۔

⑤ ابو برہ یسار مولیٰ عبد اللہ بن سائب مخزومی سے مروی ہے:

دَخَلْتُ مَعَ مَوْلَايَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُمْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَّلْتُ رَأْسَهٗ وَيَدَهٗ وَرِجْلَهٗ .

''میں اپنے مولیٰ عبد اللہ بن سائب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر

ہوا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا اور آپ کا سر، ہاتھ اور پاؤں چوم لیے۔''

(الرّخصة في تقبيل اليد لابن المقري : 24)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ابوالحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن قاسم ''ضعیف'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، وَلَسْتُ أُحَدِّثُ عَنْهُ .

''اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ میں اس سے روایت نہیں لیتا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 71/2)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، يُوصِلُ الْأَحَادِيثَ .

''یہ منکر الحدیث ہے۔ یہ منقطع احادیث کو موصول بیان کر دیتا تھا۔''

(الضّعفاء الكبير : 71/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی ایک حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

مَا هٰذَا الْحَدِيثُ بِبَعِيدٍ مِنَ الْوَضْعِ .

''بعید نہیں کہ یہ حدیث گھڑنتل ہی ہو۔''

(تاريخ الإسلام : 1096/5)

② احمد کے باپ محمد بن عبداللہ بن قاسم کے حالات نہیں مل سکے۔

③ احمد کے دادا عبداللہ بن قاسم کی توثیق نہیں ملی۔

④ اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابوکریمہ، سدی رحمہ اللہ (127ھ) سورت مائدہ کی

آیت (111) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: فلاں۔اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف بڑھے اور پاؤں چوم لیا۔''

(تفسير الطّبري : 17/9)

سدی رحمہ اللہ تابعی ہیں اور بلاواسطہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت ''مرسل'' ہے، جو کہ ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔

⑦ صہیب مولیٰ عباس کا بیان ہے:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُّقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ، وَيَقُولُ : يَا عَمِّ! ارْضَ عَنِّي .

''میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے ہوئے کہہ رہے تھے: چچا جان! مجھ سے راضی ہو جائیے۔''

(الأدب المُفرَد للبخاري : 976، الرّخصة في تقبيل اليد لابن المُقرئ : 15، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 372/26)

سند ضعیف ہے، صہیب مولیٰ عباس کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : 381/4'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا ''مجہول الحال'' ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صُهَيْبٌ لَّا أَعْرِفُهٗ .

''صہیب کو میں نہیں جانتا۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 94/2)

⑧ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

جَاءَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ، فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ : دَعْنِي حَتّٰى أُقَبِّلَ رِجْلَيْكَ يَا أَسْتَاذَ الْأُسْتَاذِينِ، وَسَيِّدَ الْمُحَدِّثِينَ، وَطَبِيبَ الْحَدِيثِ فِي عِلَلِهٖ .

**''آپ رحمہ اللہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے پاس آئے، ان کے ماتھے کا بوسہ لیا اور کہا: اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پاؤں چوم لوں، اے استاذوں کے استاذ، اے محدثین کے سردار اور اے علل حدیث کے ماہر!''**

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص 113، تاريخ بغداد للخطيب : 121/15، تاريخ ابن عساكر : 68/52، التقييد لابن نقطة :331، وسندهٗ حسنٌ)

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایسا محض فرط جذبات میں کہہ دیا، نیز اس میں یہ کہیں نہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے قدموں کو چوما ہو، البتہ ماتھے پر بوسہ دیا ہے۔

تعظیم کی نیت سے قدم بوسی بے ثبوت عمل ہے، صحابہ، تابعین اور خیر القرون کے مسلمانوں میں یہ عمل نہیں ملتا۔

## شبہات:

قدم بوسی کے متعلق روایات کا محدثین کے اصولوں کے مطابق جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کچھ ثابت نہیں۔ سلف سے بھی باسندِ صحیح اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ لہٰذا اولیا وصالحین کے پاؤں چومنا جائز نہیں۔

چنانچہ مندرجہ ذیل استدلال درست نہیں:

''اولیاء اللہ کے ہاتھ پاؤں چومنا اور اس طرح ان کے بعد ان کے تبرکات بال ولباس وغیرہ کو بوسہ دینا، ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔ احادیث اور عمل صحابہ

کرام سے ثابت ہے، لیکن بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔''

(جاء الحق از نعیمی بریلوی:1/368)

اولیاء اللہ کے ہاتھ چومنا جائز ہے، لیکن اسے بھی عبادت نہیں بنانا چاہیے۔ رہا پاؤں چومنا، تو یہ ثابت ہی نہیں، چہ جائیکہ مستحب ہو! جہاں تک تبرکات کی بات ہے، تو وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو کسی صحابی یا تابعی نے تبرک نہیں بنایا۔

اسی طرح یہ عبارت بھی غلو پر مبنی ہے:

''ان احادیث ومحدثین وعلماء کی عبارات سے ثابت ہوا کہ بزرگان کے ہاتھ پاؤں اور ان کے لباس، نعلین، بال غرضیکہ سارے تبرکات، اسی طرح کعبہ معظّمہ، قرآنِ مجید، کتبِ احادیث کے اوراق کا چومنا جائز اور باعث برکت ہے، بلکہ بزرگانِ دین کے بال ولباس وجمیع تبرکات کی تعظیم کرنا۔''

(جاء الحق از نعیمی بریلوی:1/399)

نبی اکرم ﷺ کے آثار مبارکہ کے علاوہ کسی بھی ولی وصالح انسان کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں، تو بوسہ دینا کیسے جائز ہوا؟ کعبہ معظّمہ، قرآن مجید اور کتبِ احادیث کے اوراق چومنے پر کوئی دلیل شرعی نہیں، یہ غیر مشروع عمل ہے۔ اگر یہ کوئی نیک کام ہوتا، تو صحابہ وتابعین جیسے اسلاف امت اس پر ضرور عمل کرتے۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تو فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ .

''اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ

دیتا۔‘‘(صحيح البخاري : 1597، صحيح مسلم : 1270)

معلوم ہوا کہ جس چیز کا بوسہ شریعت سے ثابت نہ ہو، اسے بوسہ دینا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِرْمِذِيِّ : فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرَهُ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ .

’’ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمہ اللہ) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو بوسہ دینے کی تعلیم شریعت نے نہ دی ہو، اسے بوسہ دینا مکروہ ہے۔‘‘(فتح الباري : 463/3)

استدلال کے سقم کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

’’تبرکات کا چومنا جائز ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ یعنی اے بنی اسرائیل! تم بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو: ہمارے گناہ معاف ہوں۔ اس آیت سے پتہ لگا کہ بیت المقدس، جو انبیائے کرام کی آرامگاہ ہے، اس کی تعظیم اس طرح کرائی گئی کہ وہاں بنی اسرائیل کو سجدہ کرتے ہوئے جانے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔‘‘

(جاء الحق از نعیمی بریلوی: 368/1)

جس جگہ سجدے کا حکم دیا گیا تھا، وہاں انبیا کی قبریں ہیں، بالکل بے دلیل مفروضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ آپ اس شہر میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں۔ اولیا کی قبروں والی

بات کسی مسلمان مفسر نے نہیں کی۔ مفسرین نے اس سجدہ کو سجدۂ شکر قرار دیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ شُكْرًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى مَا أَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْفَتْحِ وَالنَّصْرِ، وَرَدَّ بَلَدَهُمْ إِلَيْهِمْ، وَانْقَاذَهُمْ مِّنَ التِّيهِ وَالضَّلَالِ.

''اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے کے لیے سجدے کا حکم دیا گیا کہ اللہ نے انہیں فتح ونصرت عطا فرمائی، انہیں ان کا علاقہ واپس دے دیا اور پستی وگمراہی سے نجات دی۔'' (تفسير ابن كثير :247/1)

اہل علم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بوسہ دینا اور اسے چھونا مکروہ اور بدعت خیال کیا ہے۔

## زمین بوسی:

علما وعظما کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

احناف کی معتبر کتب میں لکھا ہے:

كَذَا مَا يَفْعَلُونَهٗ مِنْ تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ، وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهٖ آثِمَانِ، لِأَنَّهٗ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ، وَهَلْ يُكَفَّرَانِ؟ عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ، وَإِنْ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا، وَصَارَ آثِمًا مُّرْتَكِبًا لِّلْكَبِيرَةِ.

''اسی طرح جو علما وعظما کے سامنے زمین بوسی کا عمل کیا جاتا ہے، یہ بھی حرام ہے۔ اسے کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا، دونوں گناہ گار ہیں، یہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔ کیا ایسا کرنے والے کو کافر کہا جائے گا؟ [اس میں تفصیل

ہے ]۔اگر وہ عبادت اور تعظیم کی بنا پر ایسا کر رہا ہے، تو یہ عمل کفر ہے اور اگر بطورِ تحیہ ہے، تو حرام نہیں، لیکن ایسا کرنے والا گناہ گار، بلکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا۔''

(ردّ المُحتار لابن عابدين : 383/6، تبيين الحقائق للزّيلعي : 25/6، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 542/2، البناية للعيني : 198/12)

## الحاصل:

نبی اکرم ﷺ کی قدم بوسی کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے دور میں قدم بوسی کا وجود نہیں ملتا۔ یوں قدم بوسی اور زمین بوسی ناجائز اعمال وافعال ہیں۔